احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی - تعارف و منہج

محمد عبداللہ چنیوٹی*

مفتی عبدالشکور ترمذی کا خاندانی پس منظر

حضرت عبداللہ شاہ ترمذی کا اصل خاندان ترمذ میں اقامت پذیر تھا نسبی طور پر آپ کا تعلق سادات کے گھرانے سے تھا جب آپ کے آباؤ اجداد اسی شہر ترمذ میں سکونت کی وجہ سے ہی ترمذی نسبت اپنے نام کے ساتھ لکھتے رہے [1] خاندان میں یہ بات مشہور ہے کہ شاہ ہند تغلق شاہ کے زمانہ میں ''ترمذ'' سے سادات کا جو قافلہ ہجرت کر کے ہندوستان دہلی میں آیا تھا آپ کے آباؤ اجداد بھی اس قافلہ میں شامل تھے جو عرصہ دراز تک ہندوستان کے مختلف شہروں میں رہائش پذیر رہے آخر میں یہ خاندان پنجاب میں پہنچا اور وہاں سے پھر ہندوستان ہجرت کی لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ترمذ سے سادات کے قافلہ میں آنے والے آپ کے خاندان کے افراد کون تھے مگر یہ بات واضح ہے کہ اس خاندان میں حضرت عبداللہ شاہ صاحب موصوف ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے ضلع کرنال کے قصبہ گمتھلہ گڈھو میں سکونت اختیار فرمائی [2]۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں مفسر حقانی مولانا عبدالحق حقانی گمتھلوی دھلوی کا اسم گرامی زیادہ مشہور ہے حضرت موصوف اسی (۸۰) سال کی عمر پا کر اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے [3] آپ کے دو لڑکے محمد حسین شاہ اور حکیم محمد غوث شاہ اور تین لڑکیاں تھیں [4] حکیم سید محمد غوث شاہ کی ولادت ۱۲۷۵ھ میں گمتھلہ گڈھو میں ہوئی اور رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ۱۳۵۵ھ میں ۸۰ سال کی عمر پا کر انتقال فرمایا پسماندگان میں تین بیٹے عبد الکریم، عبدالرحیم، عبدالحیؒ، تین بیٹیاں اور ایک بیوہ چھوڑی [5]

ان میں مفتی عبدالشکور ترمذی کے والد مفتی عبدالکریم گمتھلوی ہیں جن کی ولادت باسعادت ۵ رمحرم الحرام ۱۳۱۵ھ کو گمتھلہ میں ہوئی، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ میں حاصل کی، کچھ عرصہ تھانہ بھون کے مدرسہ میں بھی پڑھا، پھر مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ اور دیگر علماء کرام سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغ حاصل کی، فراغت کے بعد آپ نے ۱۳۴۳ھ سے ۱۳۵۵ھ تک مولانا اشرف علی تھانوی کی سرپرستی میں کام کیا [6] آپ نے بہت سی علمی، تحقیقی، تبلیغی اور تصنیفی خدمات انجام دیں۔ جن کے بارے آپ کے پوتے مفتی سید عبدالقدوس ترمذی نے پانچ صد سے زائد صفحات پر مفصل سوانح ''تذکرہ مفتی عبدالکریم گمتھلوی'' کے نام سے تحریر کی ہے جو ابھی غیر مطبوعہ ہے [7] [8] [9] [10] ۔ ۹ ررجب المرجب ۱۳۶۸ھ ۸ رمئی ۱۹۴۹ء کو قصبہ ساہیوال میں آپ نے بعمر ۵۳ سال انتقال فرمایا [11]

*مدرس جامعہ حقانیہ، ساہیوال

مفتی عبدالشکور ترمذی کی ولادت اپنی ننہیال موضع اردن ریاست پٹیالہ میں ۱۱ر رجب المرجب ۱۳۴۱ھ مطابق مارچ ۱۹۲۳ء کوہوئی آپ کی نانی محترمہ نے ''عبدالشکور'' نام رکھا وہ فرماتی تھیں مجھے یہی نام اچھا لگتا ہے چنانچہ سب نے اسی کو پسند کیا اور آپ کو اسی نام سے شہرت حاصل ہوئی آپ کا تاریخی نام ''مرغوب النبی'' ہے جس سے آپ کا سن ولادت ۱۳۴۱ھ نکلتا ہے [۱۲]

تعلیم وتربیت

اردو، فارسی، حفظ قرآن کریم، تجوید وقرأت اور درس نظامی کی انتہائی کتب کی تکمیل کے بعد ۱۳۶۴ھ میں دورہ حدیث شریف کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور ۱۳۶۵ھ میں مولانا حسین احمد مدنی اور دیگر اجلہ علماء کرام سے فیض یاب ہوکر اعلیٰ نمبروں میں سالانہ امتحان پاس کیا[۱۳] ۔[۱۴] [۱۵] [۱۶] ۔[۱۷] [۱۸]

بیعت وخلافت

آپ نے بچپن ہی سے مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت کا شرف حاصل کر لیا تھا، پھر حضرت کے خلفاء میں مفتی حسن امرتسری، مولانا خیر محمد جالندھری سے اصلاحی تعلق قائم رکھا، بعد ازاں مولانا ظفر احمد عثمانی سے تعلق قائم کیا اور خلافت حاصل کی، ان کے بعد مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سے تعلق قائم فرمایا تھا، ان کی طرف سے بھی مجاز بیعت قرار پائے، اس طرح آپ نے بچپن ہی سے مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت کا شرف حاصل کرلیا تھا[۱۹]

جامعہ حقانیہ کا پس منظر

جامعہ حقانیہ کی بنیاد مفتی سید عبدالکریم گمتھلوی (م ۱۳۶۸ھ) نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مشورہ اور ایماء سے ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۹۳۷ء میں قصبہ شاہ آباد مارکنڈا ضلع کرنال ہندوستان میں رکھی ۔ ۱۳۵۶ھ میں اس مدرسہ کا قیام محلہ مخدوم زادگان قصبہ شاہ آباد جامع مسجد مخدوم صاحب کے اس حجرہ میں عمل میں آیا کہ جس میں شیخ عبدالقدوس گنگوہی ایک عرصہ مقیم رہے، اسی نسبت سے ابتدا میں اس کا نام مدرسہ قدوسیہ رکھا گیا۔ ۱۳۶۱ھ میں یہ مدرسہ قصبہ شاہ آباد ضلع کرنال میں منتقل ہوا اور مولانا اشرف علی تھانوی نے اس مدرسہ کا نام ''مدرسہ حقانیہ'' تجویز فرمایا یہ نام شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے شیخ الشیوخ احمد عبدالحق ردولوی کے نام مبارک کی نسبت سے رکھا گیا اور پھر تقسیم ملک ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء تک یہ مدرسہ اسی نام سے دینی وعلمی، تدریسی خدمات بجالاتا رہا۔

تقسیم ملک کے بعد مفتی عبدالشکور ترمذی نے تحصیل ساہیوال ضلع سرگودھا پاکستان میں اگست ۱۹۴۹ء سے شہر کی مرکزی جامع مسجد میں مدرسہ ''قاسمیہ'' کے نام سے ایک مدرسہ قائم فرمایا جو ۱۹۵۳ء تک قائم رہا[۲۰] ۱۹۵۳ء میں جب ختم نبوت کی تحریک چلی تو آپ گرفتار ہوگئے اور آپ کے بعد یہ مدرسہ بند ہوگیا جیل سے واپسی پر آپ نے مستقل عمارت میں مدرسہ کے قیام کا عزم فرمایا اور اس کی ابتداء یکم ربیع الاول ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۸/۱۷ اکتوبر ۱۹۵۵ء

محلّہ قلعہ والا میں ہوی اور مولانا خیر محمد جالندھری کے مشورہ سے شاہ آباد کے ''مدرسہ حقانیہ'' کے نام پر ہی اس کا نام ''مدرسہ حقانیہ'' رکھا گیا [۲۱]

حضرت مفتی صاحب کو ۱۹۹۴ء سے قلب کا عارضہ لاحق تھا، آپ ۵ رشوال المکرّم ۱۴۲۱ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۰۱ء بروز سوموار مغرب کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لے گئے، اسی وقت دل کا سخت دورہ ہوا تھوڑی ہی دیر میں عشاء کی اذان سے قبل آپ انتقال فرما گئے [۲۲] آپ کا جنازہ مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم نے پڑھایا، ہزاروں افراد نے اس میں شرکت کی اور عصر سے قبل حقانیہ قبرستان فروکہ روڈ ساہیوال (سرگودھا) میں آپ کی تدفین ہوئی [۲۳]

مفتی عبدالشکور ترمذی کی اہم تصانیف میں احکام القرآن، ہدایۃ الحیران فی جواہر القرآن، اشرف المعارف، دعوت و تبلیغ کی شرعی حیثیت، معارف مدنی، تذکرہ مدنی، حیات انبیاء کرام وغیرہ ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی مختلف موضوعات پر تصانیف مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ہیں۔

تالیفات احکام القرآن کا تاریخی ارتقاء

عرب و عجم میں احکام القرآن کی کاوشیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو متقین کی ہدایت کی کتاب بنایا، اس کتاب میں انسان کی رشد و ہدایت کیلئے احکامات الٰہی ذکر کیے، ان میں بعض احکام وہ ہیں جو عبارۃ النص سے ثابت ہوتے ہیں، بعض اشارۃ النص سے بعض دلالۃ النص اور بعض اقتضاء النص سے ثابت ہوتے ہیں۔ اہل عرب کی چونکہ مادری زبان عربی تھی جن احکامات کے سمجھنے میں صحابہ کرام کو دقت پیش آتی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے تھے، اس طرح یہ سلسلہ جاری رہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دار فانی سے رحلت کے بعد بعض ایسے ایسے مسائل درپیش ہوئے کہ جن کا حل ابتداءً قرآن سے معلوم نہ ہوتا تو پھر حکم الٰہی ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا [۱] کے مطابق نبی کریم ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کرتے، اگر اس سے بھی حکم معلوم نہ ہوسکتا تو پھر ارشاد خداوندی اور ارشاد نبوی کے مطابق اجتہاد سے اس طرح کام لیا جاتا کہ قرآن و سنت سے مستنبطہ قواعد کلیہ کی بنیاد پر مسائل کا حل تلاش کیا جاتا تھا، صحابہ کرام میں بعض اوقات فقہی اختلاف رونما ہو جاتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ جس صحابی نے کسی آیت قرآنی کا جو مطلب و مفہوم سمجھا وہ اسے بیان کر دیتا تھا، پھر اگر کوئی دوسرا صحابی ایسا مطلب و مفہوم بیان کرتا جو پہلے سے زیادہ واضح اور صحیح ہوتا تھا تو وہ اس کی طرف رجوع کر لیتے تھے، گویا حق و صداقت کی ہر وقت جستجو میں رہتے تھے حتی کہ حق کے مقابلہ میں اپنی ذاتی رائے کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔

مسالک اربعہ کے دور میں فقہی تفسیر

جب مسلمانوں میں نئے نئے مسائل و حوادث ظہور پذیر ہوئے اور ان کا حل متقدمین کی تحقیقات میں صراحۃً نہ

مل سکا تو پھر ائمہ کرام نے قرآن وسنت کے اصول وقواعد کی روشنی میں ان کے احکامات مستنبط فرمائے ، ان حضرات کے قرآن وسنت سے مستنبط اصول وقواعد میں اختلاف کی وجہ سے مسائل میں بھی اختلاف واقع ہوا، لیکن اس اختلاف کے باوجود ان ائمہ حضرات میں باہمی محبت واحترام بہت زیادہ تھا، حتی کہ امام شافعی امام ابوحنیفہ کے بارے فرماتے ہیں کہ الناس عیال فی الفقه الی ابی حنیفة ۲ے (یعنی) لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے محتاج ہیں ۔امام شافعی اپنے شاگرد امام احمد بن حنبل کو فرماتے ہیں کہ اذاصح الحدیث عندك فأعلمنی به ۳ے (یعنی) جب آپ کے پاس صحیح حدیث ہو تو مجھے بھی آگاہ کردیا کرو ۔امام شافعی اپنے استاذ امام مالک کے بارے فرماتے ہیں کہ اذاذکر الحدیث فمالك النجم الثاقب ۴ے (یعنی) جب حدیث نبوی کا ذکر کیا جائے تو امام مالک درخشندہ ستارہ ہیں ۔لیکن ان ائمہ کرام کے پیروکاروں نے ایک دوسرے پر نقد وجرح کا ایسا سلسلہ شروع کیا کہ جس میں دوسرے مسلک والے کو تنقید کا نشانہ بناتے حتی کہ مخالف کی تردید میں اپنی تمام صلاحیتیں صرف کردیتے ۔

پروفیسر غلام احمد حریری لکھتے ہیں کہ مسلکی تعصب میں غلو کے باوصف ایسے مقلدین کی بھی کمی نہیں جو انصاف سے کام لیتے تھے اور ائمہ کے اقوال پر شریفانہ نقد وجرح کرتے تھے اگر ان کے قول کو دلیل وبرہان سے ہم آہنگ پاتے تو تسلیم کرتے ورنہ جس بات کو حق سمجھتے قبول کرتے ،قطع نظر اس سے کہ اس کا قائل کون ہے ۵ے تالیفات احکام القرآن میں عام طور پر تین موضوعات سے بحث کی جاتی ہے، جس کی طرف مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے ان الفاظ سے اشارہ فرمایا ہے۔

(۱) وہ احکام وقوانین جو خالص اللہ کے حقوق سے متعلق ہیں جنہیں مختصر الفاظ میں خالص عبادات کہا جاسکتا ہے۔

(۲) وہ احکام وقوانین جو خالص بندوں کے حقوق سے متعلق ہیں جنہیں ہم معاملات سے تعبیر کرسکتے ہیں ۔

(۳) وہ احکام وقوانین جو بعض حیثیت سے عبادات ہیں اور بعض حیثیت سے معاملات ہیں ۶ے

تفسیری مناہج

جن صحابہ کرام سے تفسیری روایات مروی ہیں یا جن کے تفسیری اجتہادات کا بعد کے تفسیری ادب پر گہرا اثر ہے ان میں نمایاں دو صحابہ کرام سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں ،یہ بات اس لئے یاد رکھنی ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر کے جتنے رجحانات اور اسالیب مختلف اوقات میں سامنے آئے ہیں ان میں سے کسی اسلوب کے بارے میں یہ تصور کرنا درست نہیں ہوگا کہ وہ صحابہ کرام سے مروی ان روایات کے تسلسل سے بالکل ہٹ کر کوئی نئی چیز ہے ، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان تمام رجحانات کی سند صحابہ کرام کے اقوال وارشادات سے ملتی ہے ، ان سب اسالیب ومناہج کی بنیادیں صحابہ کرام سے مروی روایات اور ان اجتہادات میں موجود ہیں جو صحابہ کرام

نے قرآن مجید کے بارے کئے اور خاص طور پر ان صحابہ کرام کے تفسیری اقوال واجتہادات میں وہ سب عناصر موجود ہیں جن سے بڑی تعداد میں تابعین نے استفادہ کیا، ان میں سے حضرت عبداللہ بن عباس اور ان کے بعض مشہور تلامذہ ہیں ۔ سیدنا علیؓ اور ان کے تفسیری رجحانات کے بارے میں بھی اشارہ کیا جاچکا ہے، ان کے تلامذہ کی تعداد بہت بڑی ہے جن سے خاص طور پر کوفہ اور مدینہ منورہ میں تفسیری روایات عام ہوئیں ۔

یہ یقین تو قطعی طور پر کرنا ممکن نہیں ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر میں کل کتنے رجحانات پیدا ہوئے ، اس لئے کہ جب تک انسانی ذہن کام کرتا رہے گا نئے نئے رجحانات پیدا ہوتے رہیں گے ، جب تک انسان روئے زمین پر موجود ہے اور قرآن مجید کے ماننے والے موجود ہیں وہ قرآن مجید کے نئے نئے مطالب اور معانی پر غور کرتے رہیں گے اور یوں علم تفسیر کے نئے نئے اسالیب ، نئے نئے مناہج اور نئے نئے رجحانات سامنے آتے رہیں گے ۔

ان رجحانات میں ایک رجحان تفسیر بالماثور جیسے علامہ ابن کثیر کی ''تفسیر القرآن العظیم المعروف تفسیر ابن کثیر'' اور علامہ جلال الدین سیوطی کی ''الدر المنثور فی التفسیر بالماثور'' کا ہے، دوسرا رجحان لغوی اور ادبی تفسیر جیسے ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ کی کتاب ''مجاز القرآن'' اور یحیٰ بن زیاد الفراء کی کتاب ''معانی القرآن'' ہے، تیسرا رجحان تفسیر بالرائے جیسے مولانا امین احسن اصلاحی کی ''تدبر قرآن'' ہے۔

چوتھا رجحان کلامی یعنی نظریاتی وعقائدی تفسیر جیسے امام ابومنصور ماتریدی کی ''تاویلات اہل السنۃ'' اور قاضی عبدالجبار معتزلی کی ''تنزیہ القرآن عن المطاعن'' ہے ، پانچواں رجحان صوفیانہ تفسیر جیسے علامہ آلوسی کی ''روح المعانی'' اور مولانا اشرف علی تھانوی کی ''بیان القرآن'' ہے ، چھٹا رجحان سائنسی تفسیر جیسے علامہ طنطاوی جوہری کی ''جواہر القرآن'' ہے ۔ اسی طرح ایک نمایاں رجحان فقہی تفسیر کا ہے ، اس میں قرآن مجید کی ان آیات کی خصوصی تفسیر کی گئی ہے جن میں احکام بیان ہوئے ہیں ۔

فقہی تفاسیر کا تاریخی اعتبار سے مختصر جائزہ

۱۔ مجرد احکام القرآن، یحیٰ بن آدم بن سلیمان (م ۲۰۳ھ) [۷]

۲۔ احکام القرآن، محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان القرشی ابوعبداللہ امام شافعی (م ۲۰۴ھ) [۸]

۳۔ احکام القرآن، ابوثور ابراہیم بن خالد بن ابی الیمان الکلبی (م ۲۴۰ھ) [۹]

۴۔ ایجاب التمسک باحکام القرآن قاضی یحیی بن اکثم بن محمد بن قطن التمیمی المروزی (م ۲۴۲ھ) [۱۰]

۵۔ احکام القرآن، شیخ ابوالحسن علی بن حجر السعدی (م ۲۴۴ھ) [۱۱]

۶۔ احکام القرآن، الحافظ ابوعمر حفص بن عمر بن عبدالعزیز الحوضی المعروف الضریر البصیری (م ۲۴۶ھ) [۱۲]

۷۔احکام القرآن، ابوعبداللہ ابن عبدالحکم المصری (م۲۶۷ھ) [۱۳]

۸۔احکام القرآن، ابوسلیمان داؤد بن خلف الاصفہانی البغدادی (م۲۷۰ھ) [۱۴]

۹۔احکام القرآن، قاضی امام ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق الجہضمی الازدی البصری (م۲۸۲ھ) [۱۵]

۱۰۔احکام القرآن، شیخ ابوالحسن علی بن موسیٰ بن یزداد القمی الحنفی (م۳۰۵ھ) [۱۶]

۱۱۔احکام القرآن، ابوالاسود موسیٰ بن عبدالرحمٰن القطان (م۳۰۶ھ) [۱۷]

۱۲۔احکام القرآن، شیخ امام احمد بن محمد بن سلامہ الازدی ابوجعفر الطحاوی الفقیہ الحنفی (م۳۲۱ھ) [۱۸]

۱۳۔احکام القرآن، عبداللہ بن احمد المغلس (م۳۲۴ھ) [۱۹]

۱۴۔الجامع لاحکام القرآن، شیخ ابومحمد القاسم بن اصبغ القرطبی النحوی (م۳۴۰ھ) [۲۰]

۱۵۔احکام القرآن، بکر بن محمد بن العلاء القشیری (م۳۴۴ھ) [۲۱] [۲۲]

۱۶۔احکام القرآن، شیخ منذر ابن سعید البلوطی القرطبی (م۳۵۵ھ) [۲۳]

۱۷۔احکام القرآن، محمد بن القاسم بن شعبان (م۳۵۵ھ) [۲۴]

۱۸۔احکام القرآن، شیخ امام احمد بن علی بن ابی بکر محمد البغدادی المعروف الجصاص الرازی الحنفی (م۳۷۰ھ) [۲۵]

۱۹۔احکام القرآن، احمد بن علی بن احمد بن محمد الربعی ابوالعباس الباغانی الاندلسی المقری (م۴۰۱ھ) [۲۶]

۲۰. مختصر احکام القرآن، شیخ ابومحمد مکی بن ابوطالب القیسی (م۴۳۷ھ) [۲۷]

۲۱۔احکام القرآن، شیخ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی (م۴۵۸ھ) [۲۸]

۲۲۔احکام القرآن، شیخ امام عمادالدین ابوالحسن علی بن محمد بن علی طبری المعروف الکیاالہراسی الشافعی (م۵۰۴ھ) [۲۹]

۲۳۔احکام القرآن، قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن عربی الحافظ المالکی (م۵۴۳ھ) [۳۰] [۳۱]

۲۴۔احکام الکتاب المبین علی بن عبداللہ بن محمود شنفکی (م۵۹۵ھ) [۳۲]

۲۵۔احکام القرآن، شیخ عبدالمنعم بن محمد ابن فرس الغرناطی (م۵۹۷ھ) [۳۳]

۲۶۔الجامع لاحکام القرآن، ابوعبداللہ محمد بن عمر بن ابی بکر الانصاری القرطبی الخزرجی (۶۷۱ھ) [۳۴] [۳۵]

۲۷۔القول الوجیز فی احکام الکتاب، شہاب الدین ابوالعباس احمد بن یوسف علوی السمین (م۷۵۶ھ) [۳۶]

۲۸۔تلخیص لاحکام القرآن، جمال الدین محمود بن احمد المعروف ابن السراج القونوی الحنفی (م ۷۷۰ھ) ۳۷

۲۹۔تہذیب لاحکام القرآن ،شیخ جمال الدین محمود بن احمد المعروف ابن السراج القونوی الحنفی (م ۷۷۰ھ) ۳۸

۳۰۔شرح الخمسمائة آیة، حسین بن احمد النجری (م آٹھویں ہجری) ۳۹

۳۱۔تیسیر البیان لاحکام القرآن، جمال الدین محمد ابن علی بن عبداللہ المعروف ابن نورالدین (م ۸۰۸ھ) ۴۰

۳۲۔الثمرات الیانعه والاحکام الواضحه القاطعه، شمس الدین یوسف بن احمد ثلائی زیدی (م ۸۳۲ھ) ۴۱

۳۳۔الاکلیل فی استنباط التنزیل، علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی الشافعی (م ۹۱۱ھ) ۴۲

۳۴۔کنز العرفان فی فقه القرآن، ابوعبداللہ مقداد بن عبداللہ بن محمد السیوری الحلی الشیعی الامامی م(۹۷۲ھ) ۴۳

۳۵۔منتهی المرام شرح آیات الاحکام محمد بن حسین بن قاسم (م گیارھویں ہجری) ۴۴

برصغیر پاک وہند میں احکام القرآن کی کاوشیں

۳۶۔التفسیرات الاحمدیة فی بیان الآیات الشرعیة، شیخ احمد بن ابی سعید الصالحی الامیٹھوی (م ۱۱۳۰) ۴۵

۳۷۔تفسیر آیات الاحکام، شیخ ناصر بن یحییٰ عباسی الہ آبادی (م ۱۱۶۳ھ) ۴۶

۳۸۔تفسیر آیات الاحکام ،سید علی بن دلدار علی المجتهد الشیعی الکھنوی (م ۱۲۵۹ھ) ۴۷ ۴۸

۳۹۔تقریب الافهام فی تفسیر آیات الاحکام، مفتی محمد قلی الشیعی الکنتوری (م ۱۲۶۰ھ) ۴۹

۴۰۔تفسیر آیات الاحکام، عبدالعلی النگرامی (م ۱۲۹۶ھ) ۵۰

۴۱۔نیل المرام فی تفسیر آیات الاحکام، سید صدیق حسن بن اولاد حسن الحسینی القنوجی (م ۱۳۰۷ھ) ۵۱ ۵۲

۴۲۔تفسیر آیات الاحکام، سید انور علی ۵۳

۴۳۔احکام القرآن، مولانا اشرف علی بن عبدالحق التھانوی (علامہ ظفر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع عثمانی، مفتی جمیل احمد تھانوی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مفتی سید عبدالشکور ترمذی) ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸

۴۴۔روائع البیان تفسیر آیات الاحکام من القرآن، شیخ محمد علی الصابونی۔ یہ تفسیر ۱۳۹۱ھ میں مکمل ہوئی ۵۹

۴۵۔احکام القرآن، ابوبکر بن خواز منداد۔ ۴۶۔احکام القرآن، ابوفراس جبیر بن غالب۔

۴۷۔احکام القرآن، ابوبکر بن بکیر ۶۰ ۴۸۔کتاب احکام القرآن، احمد بن معذل۔

۴۹۔کتاب احکام القرآن، کلبی بروایت ابن عباس۔

۵۰۔کتاب احکام القرآن، داؤد بن علی۔

۵۱۔کتاب الایضاح عن احکام القرآن ۶۱

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا تعارف و منہج

یہ ایک نہایت اہم تصنیف ہے جس کی تصنیف کی تجویز حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی تھی، اس تجویز کی صورت یہ ہوئی کہ تقریباً ۱۳۵۰ھ میں دارالعلوم دیوبند میں یہ تجویز ہوئی کہ جس طرح حدیث کی اہم کتابوں کا دورہ ایک سال میں پڑھایا جاتا ہے اسی طرح دورہ تفسیر کے نام سے تفسیر کی اہم کتابیں ایک سال میں پڑھائی جایا کریں اور ساتھ ہی تجویز ہوئی کہ دورۂ تفسیر کا افتتاح حضرت تھانوی سے کرایا جائے اس کی درخواست کیلئے دیوبند سے حضرات اکابر علماء کا ایک وفد جس کے امیر مولانا حسین احمد مدنی تھے حضرت تھانوی کی خدمت میں تھانہ بھون آیا اور دورہ تفسیر کا نصاب مشورہ سے تجویز ہوا۔

دورہ تفسیر کا نصاب اور تجویز دلائل القرآن

دورہ تفسیر کا نصاب درس بیضاوی کامل، ابن کثیر کامل تجویز ہوا چونکہ ان دونوں تفسیروں کے مصنفین اور جلالین کے بھی دونوں مصنف شافعی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے تفسیر مدارک کا نصاب میں اضافہ کا تذکرہ ہوا کیونکہ اس کے مصنف علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی ہیں، مولانا اشرف علی تھانوی نے فرمایا ایسی آیات بہت کم ہیں جن کی تفسیر میں ائمہ کا اختلاف ہے اس لئے اس غرض کے واسطے پوری تفسیر مدارک پڑھانے کی بجائے اگر ان آیات کا انتخاب پڑھایا جائے تو بہتر ہوگا، سب حضرات نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور مولانا اشرف علی تھانوی نے اس مجوزہ

تصنیف کا نام بھی اسی وقت ''دلائل القرآن علی مسائل النعمان'' تجویز فرمادیا، مگر دیوبند میں یہ کام انتخاب آیات کا نہ ہوسکا، تقریباً تین سال کے بعد حضرت تھانوی کو اس کام کی طرف اس کی افادیت اور ضرورت کے پیش نظر شدت سے توجہ ہوئی اور جس طرح ''اعلاء السنن'' میں فقہیات حنفیہ کے دلائل وشواہد حدیث سے جمع کرادیئے ہیں اسی طرح ''دلائل القرآن علیٰ مسائل النعمان'' میں دلائل حنفیہ قرآن کریم سے جمع کرادیئے جائیں اور اس کام کو خود اپنے اہتمام سے کرانے کا فیصلہ فرما کر تقریباً ۱۳۵۴ھ میں مولانا مفتی محمد شفیع کے سپرد فرمایا تھا۔

حضرت تھانوی نے اس اہم ترین تصنیف کیلئے اصول اور طریق کار خود متعین اور مشخص فرمادیئے تھے، پوری سورہ بقرہ میں جس قدر آیات احکام اس تصنیف کے موضوع سے متعلق تھیں ان کی فہرست خود تیار فرما کر مفتی محمد شفیع کے حوالہ فرمائی، مفتی محمد شفیع نے کام شروع کردیا تھا لیکن دارالعلوم دیوبند میں عہدۂ افتاء اور تدریسی خدمات کی ذمہ داری کے ساتھ اس کام کیلئے فرصت بہت کم ملی اس لئے کام کی رفتار سست رہی، اسی اثناء میں مولانا ظفر احمد عثمانی ''اعلاء السنن'' کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو حضرت تھانوی کو خیال ہوا کہ اب یہ کام اگر مولانا ظفر احمد کے سپرد کردیا جائے تو جلدی ہوجائے گا اس لئے یہ کام ان کے سپرد فرمادیا [1] جیسا کہ مولانا ظفر احمد عثمانی اپنی خودنوشت سوانح میں مولانا اشرف علی تھانوی کے حوالہ سے رقمطراز ہیں

"الحمد للّٰہ الذی وفق بعد اشارتی ابن اختی الذی ھو باذن اللّٰہ تعالیٰ لعلوم الدین ینبوع و برواد الخیرمنبوعالمشتھربالمولوی ظفراحمدلتالیف ھذا المجموع الذی ھو لتشیید مذھب الحنفی الاصول منہ والفروعبالقران الحکیم موضوع کما ان اعلاء السنن الذی صنفہ قریباً لعین ھذا الغرض مؤلف و مصنوع وکلاھمابحمد اللّٰہ تعالیٰ مع التحقیق والتدقیق مقرون ومشفوع وعنداھل البصیرۃ مقبول ومسموع ومرضی ومطبوع کملہ اللّٰہ تعالیٰ وجعلہ لی ولہ ذخرا لیوم یمتاز فیہ الموصول من المقطوع والمرحوم من الممنوع ببرکۃ نبیہ الکریم الذی قدرہ عال وذکرہ مرفوع وانا العبدالفقیرالی رحمۃ ربہ،اشرف علی غفرلہ کل ماجناہ من غیر المشروع ۔"

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میرے اشارہ پر میرے بھانجے کو جو بحمد اللہ علوم دین کا سرچشمہ ہیں اور طالبان خیر کے پیشوا جو مولوی ظفر احمد کے نام سے مشہور ہیں اس کتاب کی تالیف کی پھر توفیق دی جس کا موضوع قرآن کریم سے مذہب حنفی کے اصول وفروع کی تائید ہے جیسا کہ اس سے پہلے قریب زمانہ میں اسی غرض کیلئے وہ اعلاء السنن تصنیف کرچکے ہیں دونوں کتابیں بحمد اللہ تحقیق وتدقیق سے لکھی گئی ہیں اور اھل بصیرت کے نزدیک مقبول اور مسموع پسندیدہ اور مرغوب ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو تکمیل تک پہنچائے اور میرے لیے اور ان کیلئے آخرت کا ذخیرہ بنائے جس دن موصول مقطوع سے اور مرحوم محروم سے ممتاز ہوجائے گا اپنے نبی کی برکت سے جن کا مرتبہ بہت بلند اور ذکر جمیل مرفوع وبالا ہے میں ہوں اپنے رب کی رحمت کا امیدوار'' اشرف علی'' اللہ تعالیٰ اس کے ہر خلاف شرع

صادر ہونے والے فعل کو معاف فرمائیں ۲؎

لیکن اتفاق سے کچھ عرصہ کے بعد ہی مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کا ڈھاکہ یونیورسٹی میں اپنے استاذ مولانا محمد اسحاق صاحب بردوانی کے حادثۂ وفات کے بعد بطور پروفیسر تقرر ہو گیا، وہاں اس تصنیف کا کام معتد بہ پیمانہ پر جاری نہ رہ سکا، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو دیکھنے والے جانتے ہیں کہ کام شروع کرنے کے بعد حضرت رحمہ اللہ کو اس کا بہت اہتمام ہو جاتا تھا کہ وہ مسلسل سبک خرام آگے بڑھے اور مکمل ہو جائے اس لئے حضرت رحمہ اللہ کو اس کی فکر ہوئی کہ اب یہ کام کسی اور طرف منتقل کیا جائے چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب سے استفسار فرمایا گیا کہ وہ دار العلوم دیوبند سے طویل رخصت لے کر اس کام کیلئے تھانہ بھون قیام کر سکتے ہیں یا نہیں، مگر دار العلوم کے عہدۂ افتاء کی ذمہ داری کی وجہ سے طویل رخصت لینے کی کوئی صورت نہ نکلی تو یہ رائے ہوئی کہ اس کام کے چند حصے کر کے چند علماء کے سپرد کر دیا جائے، اس طرح اس کی تکمیل ہو جائے گی۔ چنانچہ اس تصنیف کو چار حصوں میں اس طرح تقسیم فرما دیا کہ پہلی اور دوسری منزل مولانا ظفر احمد عثمانی کے سپرد فرمائی، تیسری اور چوتھی منزل مفتی جمیل احمد تھانوی کے سپرد فرمائی، پانچویں اور چھٹی منزل مفتی محمد شفیع صاحب کے سپرد فرمائی اور آخری منزل مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی کے سپرد فرمائی اور اس کا مقدمہ مولانا خیر محمد جالندھری کے ذمہ لگایا۔

منہج واسلوب

پہلے جن حضرات نے آیات احکام پر احکام القرآن کے نام سے مستقل تصانیف لکھی ہیں ان حضرات نے کسی سبب سے ان کو ضبط نہیں کیا، اس لئے حضرت تھانوی کی رائے ہوئی کہ اس تصنیف کا موضوع وسیع اور عام کر دیا جائے یعنی صرف دلائل حنفیہ نہیں بلکہ مطلق احکام خواہ احکام فقہیہ ہوں یا عقائد وتصوف اور اخلاق وتمدن کے متعلق ہوں سب کو ضبط تحریر میں لایا جائے بالخصوص جن احکام میں مغربی تمدن اور نئی تعلیم کے اثرات سے شبہات پیدا کئے جاتے ہیں ان پر اہتمام سے کلام کیا جائے، یہی امتیاز ہے اس احکام القرآن کو ان حضرات کی علماء کرام کی تصانیف سے جنہوں نے آیات احکام پر کلام فرمایا ہے۔

اول تو جن آیات سے احکام پر دلالت ہو رہی ہے ان حضرات نے سب آیات کو ضبط نہیں کیا جبکہ اس احکام القرآن میں عموماً بالاستیعاب آیات پر کلام کیا گیا اور تقریباً ہر آیت سے احکام کا استخراج کیا گیا ہے۔ دوسرے انہوں نے صرف احکام فقہیہ پر ہی انحصار فرمایا جبکہ اس احکام القرآن میں احکام فقہیہ کے ساتھ عقائد واخلاق وتمدن کے احکام سے بھی تعرض کیا گیا ہے نیز مغربی تہذیب کے اثرات سے پیدا ہونے والے شبہات کا ازالہ بھی کیا گیا ہے، اس وسعت موضوع کے لحاظ سے اس کا نام بھی احکام القرآن تجویز فرما دیا ۳؎

تالیف احکام القرآن میں حضرت تھانوی کے اہم اصول

اہم اصول جن کو اس تصنیف میں ملحوظ رکھا گیا ہے کہ صرف اپنے تفقہ پر اعتماد نہیں کیا گیا بلکہ متقدمین کی تحقیقات پر اعتماد کیا گیا ہے البتہ تلاش وجستجو کے بعد اگر کوئی مسئلہ متقدمین سے نہ مل سکے تو پھر قواعد شرعیہ اور اصول مسلمہ سے جو سمجھ میں آیا اس کو بیان کرنے میں مضائقہ نہیں سمجھا گیا۔ تفسیر بیان القرآن میں بھی حضرت تھانوی نے اسی اصول کو پیش نظر رکھا ہے چنانچہ حضرت فرماتے ہیں میں نے بیان القرآن میں یہ بھی التزام کیا ہے کہ تفسیر تو وہی لکھی جو خود میری سمجھ میں آئی لیکن جب تک اس کی تائید سلف صالحین کی تفاسیر سے نہیں ملی اس پر اطمینان نہیں کیا، اس صورت میں تفسیر بظاہر تو سلف کی تفاسیر سے ماخوذ معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت وہ سرتاسر خود حضرت تھانوی ہی کی تفسیر ہے ۵

ایک اصول اس احکام القرآن کی تصنیف کیلئے حضرت تھانوی نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ جس مسئلہ فقہیہ پر بحث ہو اس کا حوالہ کتب فقہیہ سے ضرور ہونا چاہیے، یہ ضروری نہیں کہ خود امام ہی کا قول ہو بلکہ مشائخ مذہب کے اقوال بھی کافی ہیں ۶ مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت تھانوی نے اسی حالت ضعف ومرض میں یہ التزام فرمایا کہ میں جو سورت لکھنا شروع کرتا تو آپ اس کو باربار خود تلاوت فرماتے اور اس میں جس مقام سے کوئی حکم شرعی مستنبط ہوتا نظر آتا اس کی تقریر احقر سے فرماتے اور ہدایت فرماتے کہ اس کو کتبِ تفسیر وغیرہ میں تلاش کرلو، اگر کہیں مل جائے تو اس کے حوالہ سے لکھ دو ورنہ خود بھی غور کرو، اگر دل کو لگے تو جس سے تم نے سنا ہے اس کے حوالے سے لکھ دو ۷

مفتی عبدالشکور ترمذی فرماتے ہیں کہ: فقہ اسلامی حنفی کن کن آیات سے ماخوذ ہے اور علماء احناف نے کون کون سی آیات سے کون کون سے مسائل فقہیہ کا استنباط کیا ہے، احکام القرآن میں ان کو جمع کر دیا گیا ہے، اس طرح قرآن کریم سے فقہ حنفی کے دلائل کا ایک بہت عمدہ اور مستند مجموعہ عربی زبان میں یکجا جمع ہوگیا ہے، علم تفسیر میں مولانا (ظفر احمد عثمانی) کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے، سورۂ فاتحہ سے سورۃ النساء تک کی دو جلدیں مولانا مرحوم نے مکمل فرمائی تھیں یہ دو جلدیں بڑے سائز کے ۸۰۸ صفحات پر مشتمل ہیں اور شائع ہوچکی ہیں، اس پیرانہ سالی اور ضعف عمر کے زمانے میں بھی مولانا نے سورۃ المائدہ سے آگے لکھنا شروع فرمادیا تھا مگر تکمیل نہیں ہوسکی، خدا کرے اس کی تکمیل کا اور پھر اس کی اشاعت کا انتظام جلد ہوجائے اور یہ علمی نوادرات کا ذخیرہ منظر عام پر آکر تشنگان علوم کو سیراب کردے ۸

منزل اول مولانا ظفر احمد عثمانی (م ۱۳۹۴ھ، ۱۹۷۴ء)

تکمیل حصہ متن: سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ مکمل، ۲۱ شوال المکرّم ۱۳۵۸ھ

سورۃ آل عمرآن مکمل، ۸ ذوالحجہ الحرام ۱۳۵۸ھ

سورۃ النساء مکمل، ۱۸ ذوالحجہ الحرام ۱۳۸۷ھ

مطبوعہ: جلد اول سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ مکمل، صفحات ۸۳۰۔

جلد اول حصہ دوم سورۃ آل عمرآن مکمل، صفحات ۷۶۔

جلد دوم سورۃ النساء مکمل، صفحات ۳۱۹۔

ناشر: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی۔ سال طباعت: ۱۹۸۷ء [۹]

منزل سوم وچہارم مفتی جمیل احمد تھانوی (م ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۲ء)

حصہ متن مطبوعہ: جلد اول سورۃ یونس مکمل، صفحات ۴۴۱، سن اشاعت ۱۴۱۹ھ

جلد دوم سورۃ ہود مکمل، صفحات ۴۱۶، سن اشاعت ۱۴۲۲ھ

جلد سوم سورۃ یوسف تا سورۃ النحل، صفحات ۷۳۴، سن اشاعت ۱۴۲۳ھ

ناشر: ادارہ اشرف التحقیق والعلوم الاسلامیہ، لاہور [۱۰]

حصہ متن غیر مطبوعہ سورۃ اسراء تا سورۃ فرقان

ان دونوں حصوں کی تبییض مولانا کے فرزند ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی نے ربیع الاول ۱۴۱۳ھ کو مکمل کی اس پر ڈاکٹر خلیل احمد نے لکھا کہ یہ مسودہ مفتی صاحب نے پچاس برس پہلے ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء میں لکھا تھا [۱۱] غیر مطبوعہ حصے کی تالیف کی ابتدا مارچ ۱۹۸۷ء/۱۴۰۸ھ کو اور تکمیل جنوری ۱۹۹۲ء/رجب ۱۴۱۲ھ میں ہوئی۔ یہ تالیف مطبوعہ اور غیر مطبوعہ شکل میں ادارہ اشرف التحقیق کے پاس محفوظ ہے [۱۲]

منزل پنجم وششم مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی (م ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء)

تکمیل مسودہ: سورۃ شعراء تا سورۃ یٰس مکمل ۴ ذی الحج ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء

سورۃ صافات تا حجرات مکمل ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء

حصہ متن مطبوعہ: جلد اول سورۃ شعراء تا سورۃ یٰس مکمل، صفحات ۵۸۴

جلد دوم سورۃ صافات تا حجرات مکمل، صفحات ۳۲۲

ناشر: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی سال طباعت: ۱۹۸۷ء [۱۳]

منزل ہفتم مولانا محمد ادریس کاندھلوی (م ۱۳۹۴ھ، ۱۹۷۴ء)

حصہ متن سورۃ ق تا سورۃ الناس مکمل

تکمیل مسودہ بروز جمعۃ المبارک ۲۷ شوال المکرم ۱۳۶۴ھ

مطبوعہ ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، صفحات ۱۲۹، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء [۱۴]

منزل دوم مفتی عبدالشکور ترمذی (م ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۱ء)

مولانا مشرف علی تھانوی بن مفتی جمیل احمد تھانوی فرماتے ہیں کہ: احکام القرآن کی دوسری منزل کی تکمیل کیلئے

میں نے مفتی (عبدالشکور ترمذی) سے کہا، واقعہ کچھ یوں ہوا کہ میں حسب معمول جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا پہنچا، میں نے کہلا بھیجا کہ مٹھائی منگوالو، حضرت مفتی صاحب یہ خلاف معمول بات سن کر چونکے کہ یہ کس وجہ سے منگوائی جارہی ہے، بالآخر بیان شروع ہوا پہلے میں نے اپنے والد صاحب کی تیسری و چوتھی منزل کی تکمیل کی روائیداد سنائی، پھر کہا کہ: اب دوسرے مرحلہ کیلئے والد صاحب کی صحت اس قابل نہیں کہ ان سے اس کی تکمیل کی درخواست کروں، میں چاہتا ہوں کہ مفتی صاحب شروع کریں، مفتی صاحب نے کہا کہ مجھ میں اس کی اہلیت نہیں، تو میں نے عرض کیا کہ یہ سوچنا کہ آج مولانا ظفر احمد عثمانی واپس آ کر اس کو مکمل کریں یہ ممکن نہیں، یا مولانا اشرف علی تھانوی لوٹ کر بیعت وارشاد کا سلسلہ شروع کریں تو یہ بھی ممکن نہیں بلکہ جن کو ان حضرات نے اجازت عطا فرمائی ہے وہ شروع کریں، اسی طرح احکام القرآن کی تکمیل کیلئے وہ بعد والے لوگ ہمت کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی فرمائیں گے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿والذین جاھد وا فینا لنھدینھم سبلنا﴾ ۱۵؎

یہ کہہ کر میں نے مفتی صاحب کو کہا کہ آپ لکھنا شروع کریں، میں نے یہ کہہ کر کاغذ قلم حضرت مفتی صاحب کو دیا کہ آپ شروع کریں، حضرت مفتی صاحب کی روتے ہوئے ہچکیاں بندھ گئیں، آپ نے بسم اللہ لکھی تو میں نے کاغذ لے لیا اور کہا کہ بس اب شروع ہو گیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور احکام القرآن مکمل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے بہت بڑا کام لے لیا۔ ۱۶؎

مفتی عبدالقدوس ترمذی بن مفتی عبدالشکور ترمذی فرماتے ہیں: حضرت والد صاحب قدس سرہ کو اس بات سے بہت ہی خوشی تھی کہ حضرت تھانوی کی خواہش کے مطابق یہ تفسیر مکمل ہوئی اور اس میں انہیں بھی شرکت کی سعادت عطا ہوگئی ۱۷؎ محقق العصر مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم فرماتے ہیں کہ: جس ضعف اور جن امراض کے ساتھ انھوں نے ایسی محققانہ کتاب لکھی وہ ان کی کرامت سے کم نہیں ۱۸؎ ۱۹؎

تکملہ احکام القرآن سورۂ ق تا والناس

سورۂ ق تا والناس تک مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے احکام القرآن لکھی، چونکہ اس میں اختصار سے احکامات کا استنباط کیا تھا کئی آیات ایسی بھی تھیں جن کے مسائل کا استنباط ہی نہیں کیا گیا تھا، اس لئے مفتی عبدالشکور ترمذی نے قرآن کریم کی دوسری منزل کے علاوہ اس حصہ کی طرف بھی توجہ فرمائی اور آیات قرآنیہ سے تفصیلی احکامات مستنبط فرمائے، اس کی ابتداء ۳ر شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ سے ہوئی اور تکمیل ۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ کو ہوئی، یہ مسودہ فل سائز کے ۴۳۵ صفحات پر مشتمل ہے جبکہ تبیض شدہ مسودہ ۷۵۰ صفحات پر مشتمل ہے اس میں ۴۸۸ مسائل کا استنباط ہے ۲۰؎ اس کے علاوہ مولانا اشرف علی تھانوی نے احکام القرآن کا مقدمہ مولانا خیر محمد جالندھری کے ذمہ لگایا تھا لیکن حضرت کو اس کا موقع نہیں ملا، بالآخر مفتی عبدالشکور ترمذی نے اس کا آغاز فرمایا لیکن وہ نامکمل رہا حتی کہ آپ اس دار فانی سے رخصت ہوگئے ۲۱؎

تکملہ احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا تالیفی دور ایک نظر میں

احکام القرآن سورۂ مائدہ کی ابتدا ۱۶/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۹ھ کو ہوئی [۲۲] اور انتہا ۲۶/ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ کو ہوئی [۲۳] سورۂ انعام کی ابتدا ۲۶/ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ کو ہوئی [۲۴] اور انتہا ۹/ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ کو ہوئی [۲۵] سورۂ اعراف کی ابتدا ۹/ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ کو ہوئی [۲۶] اور انتہا ۲۱/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ کو ہوئی [۲۷] پہلی جلد سورۂ مائدہ کی ابتدائی دس آیات پر مشتمل ہے، ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی کی تحقیق کے مطابق اس جلد میں آیات احکام کے ۳۳/ اجزا سے ۵۷۶ مسائل کا استخراج کیا گیا ہے، یہ جلد ۵۹۰ صفحات پر مشتمل ہے پہلی مرتبہ ۱۴۲۴ھ میں طبع ہوئی۔ دوسری جلد سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۱۱ سے سورۃ کے آخر تک شامل ہے، اس میں آیات احکام کے ۱۰۵/ اجزا سے ۳۸۵ مسائل کا استخراج کیا گیا ہے، یہ جلد ۴۹۶ صفحات پر مشتمل ہے، یہ جلد ۱۴۲۵ھ میں طبع ہوئی۔ تیسری جلد مکمل سورۂ انعام اور سورۂ اعراف پر مشتمل ہے، اس میں ۱۲۸ آیات احکام کے اجزا سے ۲۶۰ مسائل کا استخراج کیا گیا، یہ جلد ۵۱۸ صفحات پر مشتمل ہے یہ جلد ۱۴۲۵ھ میں طبع ہوئی، یہ تینوں جلدیں ادارہ اشرف التحقیق والبحوث الاسلامیہ لاہور کی زیرنگرانی طبع ہو چکی ہیں [۲۸]

غیر مطبوعہ تکملہ احکام القرآن للترمذی

احکام القرآن سورۂ انفال کا مسودہ صفحہ نمبر ۸۸۱ تا ۹۷۲ تک ۹۱ صفحات پر مشتمل ہے، اس کا آغاز ۲۲/ جمادی الاخرئ ۱۴۱۲ھ کو ہوا اور تکمیل ۲۹/ شعبان ۱۴۱۲ کو ہوئی [۲۹] احکام القرآن سورۂ توبہ کا مسودہ صفحہ نمبر ۹۷۳ تا ۱۱۹۴ تک ۲۲۱ صفحات پر مشتمل ہے، اس کا غرہ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ کو آغاز ہوا اور ۱۵/ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ کو تکمیل ہوئی [۳۰] احکام القرآن سورۂ ق تا آخرِ قرآن ۴۳۵ صفحات پر مشتمل ہے جس کی ۳ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ کو ابتدا ہوئی اور ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ کو انتہا ہوئی [۳۱] [۳۲]

مفتی عبدالشکور ترمذی فرماتے ہیں کہ: اس کتاب احکام القرآن میں تقریباً ۱۳۵۰ھ سے شروع ہو کر ۱۴۱۳ھ تک اس کی تجویز سے لے کر اس کی تکمیل تک ۶۳ سال کا عرصہ لگا چونکہ اس کی تجویز ۱۳۵۰ھ کے قریب ہوئی تھی اور تحریر کا زمانہ بھی تقریباً ۵۹ سال کا ہے کیونکہ ۱۳۵۴ھ میں اس کی تحریر شروع ہوئی مگر مختلف موانع کی وجہ سے اس میں تاخیر ہوتی رہی بالآخر دوسری منزل کے اختتام سے کتاب کا اختتام احقر ناکارہ کے ہاتھوں مقدر تھا یہ جو کچھ ہوا محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوا [۳۳]

احکام القرآن کی انواع

ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے اصول الفقہ الاسلامی میں قرآن کے احکام کو درج ذیل چند انواع میں تقسیم کیا ہے۔

احکام اعتقادیہ: وہ احکام جن کا مکلّف کو اعتقاد رکھنا ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتابیں، رسول اور آخرت۔

احکام خلقیہ: وہ احکام جن کے بارے مکلّف پر ضروری ہے کہ فضائل سے خود کو آراستہ اور رذائل سے اپنا تخلیہ کرے۔

احکام عملیہ: وہ احکام جن کا تعلق اقوال، افعال، معاملات اور تصرفات سے ہے جو مکلّف سے صادر ہوتے ہیں اور یہی قسم فقہ القرآن ہے اور یہی اصول فقہ کے علم میں مقصود ہوتی ہے، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) عبادات (۲) معاملات۔

معاملات کی درج ذیل سات فروعات ہیں

(۱) احوال شخصیہ کے احکام: جن کا تعلق خاندان سے ہے ابتداء آفرینش سے تاکہ میاں بیوی اور رشتہ داروں کے تعلقات استوار رہیں۔(۲) احکام مدنیہ: جن کا تعلق لوگوں کے معاملات اور باہمی تبادلے سے ہو مثلاً فروختگی، کرایہ داری، قرض کا وثیقہ، قرض کی ضمانت، کاروبار میں اشتراک، ادھار معاملہ، وفاء عہد وغیرہ اور اس سے مقصود لوگوں کے مالی تعلقات کو منظّم رکھنا اور صاحب حق کے حقوق کی حفاظت ہے۔(۳) احکام جنائیہ: جن کا تعلق مکلّف سے صادر ہونے والے جرائم اور ان سزاؤں سے ہے جن کا مجرم مستحق ہوتا ہے اور اس سے مقصود لوگوں کی زندگی، اموال، عزتوں اور حقوق کی حفاظت ہے اور جس پر جنایت ہوئی ہے اس کے مجرم اور باقی لوگوں کے ساتھ تعلق کی تحدید مقصود ہوتی ہے۔(۴) مرافعات اور جنایات مدنیہ یا جنائیہ کے احکام: ان کا تعلق فیصلہ، شہادت اور قسم وغیرہ سے ہوتا ہے اور ان کا مقصد لوگوں میں عدل قائم رکھنا ہے۔(۵) احکام دستوریہ: جن کا تعلق نظام حکومت اور اس کے اصول سے ہو اور اس کا مقصد حاکم اور محکوم کے تعلق کی حد بندی اور افراد و معاشرے کے حقوق کی پختگی ہوتی ہے۔ (۶) احکام دولیہ: جن کا تعلق مملکت اسلامیہ کا دوسری مملکتوں کے ساتھ معاملہ سے ہو یہ عام قانون دولی ہے۔ اور جن کا تعلق مملکت اسلامیہ میں رہنے والے غیر مسلموں سے ہو اور وہ خاص قانون دولی ہے۔ اور ان کا مقصد صلح اور لڑائی کے اعتبار سے مملکت اسلامیہ کا دوسری مملکتوں کے ساتھ اور دولت اسلامیہ میں مسلمانوں کے غیر مسلموں کے ساتھ تعلق کی تحدید کرنا ہے۔(۷) احکام اقتصادیہ و مالیہ: جن کا تعلق افراد کے مالی حقوق، التزامات مالیہ، حقوق مملکت، اس کے واجبات اور خزانہ کی جگہوں کو منظّم کرنا اور اس کے اخراجات سے ہو، ان سے مقصود فقراء واغنیاء اور مملکت وافراد کے مابین مالی تعلقات کا استوار کرنا ہے اور یہ دولت خاصہ اور عامہ دونوں کو شامل ہے جیسے غنیمتیں، نفل کے طور پر دیا جانے والا مال، عشر، خراج، زمین کی کانوں سے نکلنے والا مال اور اجتماعی اموال جیسے زکوٰۃ، صدقات، منتیں، قرض، اور خاندانی اموال جیسے نفقات، وراثت، وصیتیں، اور افرادی اموال جیسے تجارت، اجارہ اور شرکتوں کے منافع، اور غلہ و بڑھوتری وغیرہ کے اسباب، اور عقوبات مالیہ جیسے کفارات، دیتیں اور فدیہ۔[۳۴]

اصولی مسائل: (۱) قواعد فقہیہ (۲) مسائل کلامیہ

قواعد فقہیہ: اس کے تحت مفتی صاحب نے بعض قواعد فقہیہ کا استنباط فرمایا ہے جیسے سورۂ انعام کی آیت نمبر۱۰۹ "ولاتسبواالذین یدعون من دون اللہ فیسبوااللہ عدوابغیر علم" کے تحت سد ذرائع کے حکم کا استنباط فرمایا ہے۔ اور ایک قاعدہ فقہیہ یہ بھی ذکر فرمایا کہ مفاسد کی وجہ سے ترک مصلحت کا راجح ہوتی ہے۔ جیسے علامہ ابن کثیر کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے اپنے والدین کو سب وشتم کیا وہ ملعون ہے، تو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کوئی شخص کیسے اپنے والدین کو گالی گلوچ کر سکتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: وہ کسی شخص کے والد کو گالی دے گا تو وہ دوسرا شخص اس کے والد کو بھی گالی دے گا یہ اس کی ماں کو گالی دے تو یہ شخص بھی اس کی ماں کو گالی دے گا۔ معلوم ہوا کہ کسی مباح کام کی مصلحت کو مفاسد کی وجہ سے ترک کر دینا چاہئے۔ اسی طرح جب امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے کسی فساد کا خوف ہو تو اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ ایک مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی طاعت معصیت کی طرف لے جائے تو اس کا چھوڑ دینا واجب ہے۔ ایک اہم اصول یہ بھی معلوم ہوا کہ سنت کو بدعت کے اقتران کی وجہ سے ترک نہیں کیا جائے گا لہٰذا اتباع جنازہ نوحہ کرنے والیوں کی وجہ سے ترک نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس میں انتظام میں خلل آئے گا البتہ نوحہ کرنے والیوں کو زجر کیا جائے گا، لیکن ولیمہ میں لہو ولعب کی وجہ سے حاضر نہ ہونا جائز ہے ایسے ہی قبرستان میں حاضری اس وجہ سے ترک نہیں کی جائے گی کہ وہاں مرد و عورت مخلوط ہوتے ہیں بلکہ ان بدعات کے ازالہ وغیرہ کی حتی الوسع کوشش کی جائے گی۔

مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب کی تحقیق

مفتی صاحب قبرستان میں مردوں اور عورتوں کے اختلاط کی وجہ سے زیارت قبور کیلئے حاضر ہونے اور نوحہ کرنے والیوں کی وجہ سے اتباع جنازہ کے مسئلہ میں فرق بیان فرماتے ہیں کہ: اس حال میں اتباع جنازہ جبکہ نوحہ کرنے والیاں ہمراہ ہوں اس میں اتباع چھوڑ دینے سے عدم انتظام لازم آئے گا جبکہ زیارت قبور میں مرد و عورت کے اختلاط کی وجہ سے ترک زیارت قبور سے کوئی ایسا خلل یا فساد واقع نہ ہوگا اور کسی محظور کا ارتکاب بھی لازم نہیں آئے گا معلوم ہوا کہ اتباع جنازہ کے مذکورہ مسئلہ کو زیارت قبور کے مسئلہ پر قیاس نہیں کر سکتے ۔[۱۳۵] اس طرح مفتی صاحب نے مختلف آیات سے بعض قواعد فقہیہ کا بھی استنباط فرمایا جیسا کہ سورت المائدہ کی آیت نمبر ۵۵ کے تحت نماز میں عمل قلیل کی اباحت کا اصولی مسئلہ ذکر فرمایا، اسی سورت المائدہ کی آیت نمبر ۷۸ کے تحت یہ اصولی مسئلہ ذکر فرمایا کہ "نہی عن المنکر" کا فریضہ

انجام دینے والے کیلئے معصیت سے مبرا ہونا شرط نہیں ہے۔

مسائل کلامیہ: مفتی صاحب نے قرآن مجید کی کسی آیت سے کسی باطل فرقہ کی تردید ہورہی ہوتو اس کی بھی مدلل طریقہ سے وضاحت فرمائی ہے، ان فرقوں کے اسماء ذکر کئے جاتے ہیں: (۱)معتزلہ(۲) خوارج(۳)یہود(۴)نصاریٰ (۵)جبریہ(۶)قدریہ(۷) جہمیہ(۸)کرامیہ(۹)مجسمہ(۱۰)مشبہہ (۱۱)حشویہ(۱۲)حلولیہ(۱۳)روافض(۱۴)فلاسفہ(۱۵)ظاہریہ(۱۶)ہنود(۱۷)قادیانیت(۱۸) ثنویت(۱۹)مستشرقین(۲۰)غالی صوفیاء

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا تفسیری اسلوب

اس فصل میں احکام القرآن للترمذی کے تفسیری اسلوب کے عنوانات سے چند مثالیں ذکر کی گئی ہیں۔ان میں سے آخری عنوان کی مثال بطور نمونہ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔[۳۶]

۱۔الفاظ کے معانی ۲۔مصداق آیات۳۔شان نزول۴۔اختلاف قراءات۵۔مسئلہ فقہیہ میں مذاہب ائمہ۶۔ناسخ ومنسوخ۷۔ثمرۂ اختلاف۸۔مفتیٰ بہ قول کی نشاندہی۹۔اجماعی مسائل۱۰۔حضرت مفتی صاحب کی تحقیقات وآراء۱۱۔مسائل جدیدہ۱۲۔آیات کے مابین تطبیق۱۳۔مسئلہ تکفیر میں احتیاط۱۴۔اکابر اہلسنت والجماعت کی تحقیقات پر اعتماد۔

سورۃ مائدہ کی آیت **"قال عیسیٰ ابن مریم اللھم ربناانزل علینامائدۃ من السماء تکون لنا عید الاولنا وآخرنا"** [۳۷] کے تحت بحث فرماتے ہوئے ایک اہم مسئلہ یہ بھی ذکر فرمایا کہ: حدیث مبارکہ **"لاتشدواالرحال الاالیٰ ثلاثۃ مساجد"**[۳۸] سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا کہ زیارت قبور کیلئے سفر کرنا جائز نہیں ہے، پھرانھوں نے مزید غلو کرتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا کہ مدینہ منورہ کی طرف سفر کرتے ہوئے مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہئے۔حضرت مفتی صاحب نے اس استدلال کی تردید میں اکابر علماء اہل سنت والجماعت کی تحقیقات پیش فرمائیں جن کا خلاصہ "المھند علی المفند" میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو "شد رحال" بذل جان ومال سے نصیب ہو اور سفر مسجد نبوی اور دیگر مقامات وزیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ: خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے"[۳۹] اس کے بعد احادیث سے

بھی استدلال فرمایا۔حضرت مفتی صاحب حدیث مذکور کا تحقیقی جواب ذکر فرماتے ہیں:

''یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی جانب سفر کرنے والے کو صرف مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہئے اور اس قول پر اس حدیث کو دلیل لانا مردود ہے، اس لئے کہ حدیث کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صاحب فہم اگر غور کریں تو یہی حدیث بدلالۃ النص جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو علت مساجد کے دیگر مساجد اور مقامات سے مستثنیٰ ہونے کی قرار پائی ہے وہ ان مساجد کی فضیلت ہی تو ہے اور یہ فضیلت زیادتی کے ساتھ بقعہ شریف میں موجود ہے، اس لئے کہ وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے وہ علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے، چنانچہ فقہا نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے اور جب فضیلت خاصہ کی وجہ سے تین مسجد میں عموم نہی سے مستثنیٰ ہوگئیں تو بدرجہا اولیٰ ہے کہ بقعۂ مبارکہ فضیلت عامہ کے سبب مستثنیٰ ہو''۔[۴۰]

اس تشریح کے بعد مفتی صاحب اکابر کے تحقیقی مقالات کا حوالہ دیتے ہیں، فرماتے ہیں کہ: ''اس مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ العلماء حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے اپنے رسالہ ''زبدۃ المناسک'' کی فصل ''زیارت مدینہ منورہ'' میں فرمائی ہے[۴۱] جو بارہا طبع ہو چکا ہے نیز اسی مبحث میں ہمارے شیخ المشائخ مولانا مفتی صدر الدین دہلوی قدس سرہ کا ایک رسالہ ''احسن المقال فی شرح حدیث لاتشدالرحال'' بھی بار ہا طبع ہو چکا ہے''[۴۲]

مفتی صاحب اس کے علاوہ مولانا اشرف علی تھانوی کے حوالہ سے اس حدیث کی تشریح بھی نقل فرماتے ہیں کہ ''اصل قاعدہ یہ ہے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہوتا ہے، اس حدیث میں مستثنیٰ مساجد ہے، اس لئے مستثنیٰ منہ بھی مسجد ہی مقدر ہونا چاہئے کیونکہ یہی جنس قریب ہے، اس طرح حدیث کی عبارت یوں ہوگی ''لاتشدوا الرحال الی مسجد الا الی ثلاثۃ مساجد[۴]'' اس طرح اس حدیث سے زیارت قبور کے مسئلہ سے تعرض نہیں ہوگا اور زیارت قبور خصوصاً روضۂ اطہر کی زیارت کا استحباب باقی رہے گا''۔ پھر آخر میں ساری بحث کا خلاصہ ذکر فرماتے ہیں کہ ''اجر مضاعف کی نیت سے تین مساجد مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کی طرف سفر کرنا جائز ہے البتہ اس اجر مضاعف کے اعتقاد کے ساتھ ان تین مساجد کے علاوہ کی طرف سفر کرنا جائز نہیں ہے اور دینی و دنیاوی اغراض جیسے طلب علم و تجارت وغیرہ کیلئے سفر جائز ہے لہٰذا اس حدیث سے زیارت قبور کی ممانعت ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔''[۴۳]

تقابلی جائزہ

احکام القرآن للتھانوی کا منہج واسلوب چونکہ منفرد اور بہت جامع ہے اس کی انفرادیت اور جامعیت کا اندازہ کرنے کیلئے چند دیگر احکام القرآن کے موضوع پر ہونے والی تالیفات کے ساتھ جائزہ لیا جاتا ہے۔

تقابلی جائزہ کیلئے مفتی عبدالشکور ترمذی کے احکام القرآن سے پانچ آیات کا انتخاب کیا گیا جس میں دو آیات قرآن مجید کی دوسری منزل کے مطبوعہ حصہ سے لی گئیں اور ان کا تقابل دیگر مذکورہ بالا تالیفات کے اسی متعینہ سے کیا گیا جبکہ تین آیات قرآن مجید کی آخری منزل جو فی الحال غیر مطبوعہ مسودہ کی صورت میں جامعہ حقانیہ ساہیوال

سرگودھا کے کتب خانہ میں موجود ہے سے لی گئیں اوران کا تقابل صرف مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے تالیف کردہ حصہ سے کیا گیا تاکہ یہ بھی معلوم ہوجائے کہ مفتی عبدالشکور ترمذی نے مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے جس مفوضہ حصہ کا تکملہ لکھا اس میں کتنا اضافہ فرمایا۔

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی

آیت(۱)فبعث اللّٰہ غرابا یبحث فی الارض لیریہ کیف --------فأصبح من النٰدمین ٤٤

آیت(۲) قل لا اجدفیما اوحی الی محرما علی طاعم --------- میتة او دما مسفوحا:٤٥

محاکمہ: آیات بالا کے تحت مسائل مستنبطہ کی تعداد کا تقابلی جائزہ ذیل میں یوں ہے:

تالیف	آیت(۱)	آیت(۲)
احکام القرآن للترمذی	۱۰ مسائل، ۱۰ فوائد	۱۹
احکام القرآن للشافعی	کوئی نہیں	۰۴
الجامع لاحکام القرآن للقرطبی	۰۵	۰۴
احکام القرآن للجصاص	۰۴	۰۴
احکام القرآن لابن العربی	۰۷	۰۷
التفسیرات الاحمدیہ ملاجیون	کوئی نہیں	۰۵
الاکلیل فی استنباط التنزیل للسیوطی	۰۱	۰۵
نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام للقنوجی	۰۱	۰۳
روائع البیان فی تفسیر آیات الاحکام للصابونی	کوئی نہیں	کوئی نہیں

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی اور دیگر تالیفات احکام القرآن سے موازنہ کا حاصل

جو احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی نے تالیف فرمایا ہے اس میں استنباط مسائل کا انداز علامہ قرطبی کی الجامع لاحکام القرآن اور علامہ ابن العربی کے احکام القرآن سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ ملاجیون کی تفسیرات احمدیہ کی طرح الفاظ کے معانی و مصداق بھی ذکر فرماتے ہیں۔

دیگر احکام القرآن کے حوالہ سے تالیفات میں احکام سے متعلق آیات کو زیر بحث لایا گیا جبکہ مفتی عبدالشکور ترمذی کے احکام القرآن میں صرف ان احکام ہی سے متعلق آیات کو زیر بحث نہیں لایا گیا بلکہ قصص و امثال وغیرہ سے متعلقہ وہ آیات جن سے عموماً مسائل مستنبط نہیں کئے ان سے بھی تعرض فرمایا ہے، بعض ایسے مسائل جن کے بارے متقدمین کی کتب میں بحث نہیں ملتی، مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی نے ان پر بھی سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔

احکام القرآن، مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور تکملہ احکام القرآن، مفتی عبدالشکور ترمذی

محاکمہ: سورۂ جمعہ کی آخری تین آیات کے تحت مسائل مستنبطہ کی تعداد کا تقابلی جائزہ ذیل میں یوں ہے کہ احکام القرآن للترمذی میں مسائل مستنبطہ کی تعداد (۲۸) جبکہ احکام القرآن للکاندھلوی میں (۱۶) ہے۔

احکام القرآن للترمذی کا دیگر اجزا سے تقابل

مفتی عبدالشکور ترمذی کے تالیف کردہ حصہ احکام القرآن میں جہاں علامہ ظفر احمد عثمانی کے حصہ احکام القرآن کی طرح محدثانہ اور متکلمانہ رنگ نظر آتا ہے وہاں مفتی محمد شفیع اور مفتی جمیل احمد کے حصہ احکام القرآن کی طرح فقیہانہ رنگ زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔ مفتی عبدالشکور صاحب اپنے شیخ علامہ ظفر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع کی طرح بعض مقامات پر الفاظ کی لغوی تشریح بھی فرماتے ہیں، البتہ اختلاف قراءت کے ذکر کرنے میں مفتی عبدالشکور ترمذی زیادہ نمایاں ہیں جبکہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی لغوی تشریح اور اختلاف قراءات کے بارے گفتگو کرنے کی بجائے آیت نقل کر کے بلا کسی تمہید یا بحث کے احکام پر بحث فرماتے ہیں۔

مفتی صاحب نے دیگر مؤلفین کی طرح بعض مسائل میں تمام فقہاء کرام کے دلائل ذکر فرماتے ہیں جبکہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی صرف احناف کے دلائل ذکر کرنے پر اکتفا فرماتے ہیں۔

مفتی صاحب نے دیگر مؤلفین کی طرح علم الکلام کے مسائل پر بھی گفتگو فرمائی البتہ مفتی محمد شفیع اور مولانا محمد ادریس نے بہت کم علم الکلام پر بحث فرمائی ہے۔ مفتی صاحب کی عبارت میں مفتی محمد شفیع کی طرح سادگی اور تسلسل ہوتا ہے جبکہ علامہ ظفر احمد عثمانی کی عبارات مقفی و مسجع ہوتی ہیں۔ مفتی صاحب کے حصہ میں اجمال نہیں بلکہ احکام القرآن کے منہج و اسلوب کے پیش نظر ضروری و ناگزیر تفصیلات بھی ذکر کی گئی ہیں۔ مفتی صاحب نے دیگر مؤلفین کی بنسبت اکابر علماء اہل سنت والجماعت کی علمی تحقیقات کو زیادہ نقل فرمایا ہے۔

احکام القرآن، مفتی عبدالشکور ترمذی کے مصادر و مراجع

مفتی عبدالشکور ترمذی نے احکام القرآن کی تالیف میں قرآن کریم، تفسیر، حدیث، فقہ اور احکام القرآن کے موضوع پر ہونے والی تالیفات میں سے مضبوط اور مستند مصادر اور مراجع کو بنیاد بنایا۔ کمزور اور غیر مستند ماخذ کو بنیاد بنانے سے اجتناب ہی نہیں کیا بلکہ جن حضرات نے ان ماخذ کی بنیاد پر کسی مسئلہ کا غلط استنباط کیا ان کی علمی و تحقیقی انداز میں تردید و اصلاح فرمائی اور صحیح راستہ کی طرف رہنمائی فرمائی، صحیح و مستند ماخذ و مصادر کا انتخاب ہر کس و ناکس کا کام نہیں بلکہ اس کیلئے اچھی خاصی فقہی بصیرت ناگزیر ہوتی ہے، مفتی صاحب چونکہ بنیادی طور پر ایک فقیہ تھے اس لئے وہ ماخذ و مصادر کے انتخاب میں اسی فقہی بصیرت کو بروئے کار لائے۔ ماخذ و مصادر کی فہرست باعتبار موضوعات درج ذیل ہے۔

کتب علم تفسیر ۔علم حدیث۔علم فقہ۔اسماء الرجال ۔اصول حدیث ۔علم قراءات ۔علم کلام ۔علم تصوف ۔سیرت ۔متفرقہ

خلاصہ بحث

ابتداءً مؤلف احکام القرآن کی شخصیت کا مختصراً تعارف کرایا گیا،حضرت مفتی صاحب کی تصنیفات میں سے احکام القرآن بہت اعلیٰ معیار کی علمی وتحقیقی تفسیر ہے جوکہ قرآن مجید کی دوسری منزل سے متعلق ہے اور ایک حصہ سورۃ ق سے آخر قرآن تک کا بھی ہے ، اسی حوالے سے احکام القرآن کے موضوع پر عرب وعجم اور خصوصا برصغیر پاک وہند میں ہونے والی تالیفات کا صدی ہجری کے اعتبار سے الگ الگ تذکرہ ہوا،البتہ یہ بات حتمی نہیں کہ احقر نے جتنی تعداد ان مؤلفات کی درج کی ہے اس میں اضافہ نہیں ہوسکتا بلکہ ممکن ہے مزید تحقیقات کی روشنی میں اس موضوع پر ہونے والی تالیفات میں اضافہ ہوجائے ۔احکام القرآن کے موضوع پر چودھویں صدی ہجری میں ہونے والی کاوشوں میں ایک کاوش مولانا اشرف علی تھانوی کی زیرنگرانی تالیف احکام القرآن کی ہے ، اس کا آغاز ۱۳۵۰ھ اور تکمیل ۲۸/جمادی الاولی ۱۴۱۵ھ میں ہوئی ۔اس احکام القرآن کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس سے پہلے جو احکام القرآن لکھے گئے ان میں مجموعی طور پر صرف آیات احکام ہی پر بحث نہیں کی گئی بلکہ دیگر آیات جو قصص وامثال سے متعلق تھیں ان میں بھی غور وخوض کر کے مسائل کا استنباط کیا گیا، اس طرح اس کا مقصد صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسائل کے دلائل فراہم کرنا ہی نہیں بلکہ قرآن کی جس آیت سے کسی بھی موضوع سے متعلق مسئلہ کا استنباط ہورہا ہواس کو ذکر کیا ہے خواہ وہ مسئلہ احکام فقہیہ سے متعلق ہو یا عقائد وتصوف اور اخلاق وتمدن اور جدید تعلیم کی وجہ سے پیدا شدہ شکوک وشبہات کا جواب ہو، اس کا استنباط واستخراج کیا ہے۔

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کے منہج کے حوالہ سے اس مقالہ میں ایک اہم باب کا اضافہ کیا گیا کہ جس میں آیات سے کوئی اہم فقہی اصول مستنبط ہوا یا کسی فرقے کی تردید ہورہی تھی اس کا بھی ذکر کردیا گیا، ان کی تعداد اگرچہ بہت زیادہ تھی لیکن اس مقالہ میں بطور نمونہ چند فرقوں کا ذکر کردیا گیا ہے ،اس مقالہ میں احکام القرآن للترمذی کا ''۹'' مختلف تالیفات احکام القرآن سے تقابل بھی پیش کیا گیا ہے اس کے بعد مفتی عبدالشکور ترمذی کے احکام القرآن میں استنباط احکام کے دوران جن امور کا عموماً اور اکثر جگہ پر التزام کیا ان کا بھی تذکرہ کردیا گیا، اس کے علاوہ اس تالیف کے وقت حضرت مفتی صاحب کے پیش نظر جو مصادر وماٴخذ رہے ان کی فہرست بھی ذکر کردی گئی ہے۔

مصادر ومراجع بابت مفتی عبدالشکور ترمذی کا خاندانی پس منظر

۱۔تذکرہ مفتی عبدالکریم گمتھلوی (مخطوطہ) مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا،ص۲۔
۲۔حیات ترمذی، مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا،ص ۱۳۔
۳۔ایضاً
۴۔ تذکرہ مفتی عبدالکریم گمتھلوی (خطوطہ) جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا،ص۳۰،۳۱، ملاقات مفتی عبدالقدوس ترمذی۔
۵۔ایضاً،ص:۸
۶۔مختصر حالات، مفتی عبدالقدوس ترمذی،ص۳،تذکرہ مفتی عبدالکریم گمتھلوی (مخطوطہ) جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، ص ۳۷۔ملخصا الحقانیہ ماہنامہ مفتی عبدالکریم نمبر،ستمبر تا نومبر ۲۰۰۷ء ص ۱۲ تا ۲۰۔
۷۔ملخصا تذکرہ مفتی عبدالکریم گمتھلوی (مخطوطہ) ص۱۲۲ تا ۲۴۱،الحقانیہ ماہنامہ،مفتی عبدالکریم نمبر،ستمبر تا نومبر ۲۰۰۷ء ص۲۱ تا ۲۶۔
۸۔پاک و ہند کے نامور علماو مشائخ ،حافظ اکبرشاہ بخاری،ادارہ اسلامیات لاہور،۲۰۰۶ء،ص ۱۶۰۔
۹۔الحقانیہ ماہنامہ مفتی عبدالکریم نمبر،ستمبر تا نومبر ۲۰۰۷ء ص ۹۔
۱۰۔تذکرہ مفتی عبدالکریم گمتھلوی (مخطوطہ)،ص۴۴۰،الحقانیہ ماہنامہ مفتی عبدالکریم نمبر،ستمبر تا نومبر ۲۰۰۷ء ص ۱۶۰۔
۱۱۔ملاقات مفتی عبدالقدوس ترمذی۔
۱۲۔حیات ترمذی، مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا،۲۰۰۲ء،ص ۹۸
۱۳۔ملاقات مفتی عبدالقدوس ترمذی۔
۱۴۔حیات ترمذی، مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا،۲۰۰۲ء،ص ۱۰۶۔
۱۵۔ضلع سرگودھا کی علمی و دینی شخصیات ،احمد شاہ،مقالہ ایم فل ۲۰۰۴ء،جامعہ پنجاب لاہور،ص۱۵۲۔
۱۶۔حیات ترمذی، مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا،۲۰۰۲ء،ص۱۱۴۔
۱۷۔ملاقات مفتی عبدالقدوس ترمذی۔
۱۸۔ تذکرہ اولیائے دیوبند،حافظ اکبرشاہ بخاری،مکتبہ رحمانیہ لاہور،ص۸۳ ۷۔
۱۹۔دینی مدارس کے قیام میں خدمات،الحقانیہ،ستمبر تا اکتوبر ص۵۲۔
۲۰۔ملخصاً تعارف و جائزہ و تاریخی پس منظر جامعہ حقانیہ،مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا،ص ۳۶۔
۲۱۔حیات ترمذی، مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا،۲۰۰۲ء،ص ۱۲۸۔
۲۲۔تذکرہ اولیائے دیوبند، حافظ اکبرشاہ بخاری، مکتبہ رحمانیہ لاہور،ص۸۲ ۷۔

مصادر و مراجع بابت تالیفات احکام القرآن کا تاریخی ارتقاء

۱۔الحشر ۵۹:۷۔
۲۔مقدمہ اعلاء السنن، مولانا ظفر احمد عثمانی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، حصہ سوم ص ۱۰۔
۳۔تاریخ تفسیر مفسرین، پروفیسر غلام احمد حریری، ملک سنز پبلشرز فیصل آباد، ۱۹۸۶ء، ص ۵۹۲۔
۴۔ایضاً ۵۔ایضاً
۶۔علوم القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی، دارالعلوم کراچی، ص ۳۱۲۔
۷۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۸۹ء، ۲۸۰/۲۳۔
۸۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ چلپی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۹/۶۔
۹۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۸۹ء، ج ۱ص ۶۵۷۔
۱۰۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ چلپی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۴۰۱/۶۔
۱۱۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۷۸ء، ۵۹۸/۱/۱۶۔
۱۲۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ چلپی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۲۷۲/۵۔
۱۳۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۷۸ء، ۵۹۸/۱/۱۶۔
۱۴۔ایضاً
۱۵۔مقدمہ احکام القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ص ۷۔
۱۶۔ایضاً
۱۷۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۷۸ء، ۵۹۸/۱/۱۶۔
۱۸۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ چلپی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۵۱/۵۔
۱۹۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۷۸ء، ۵۹۸/۱/۱۶۔
۲۰۔مقدمہ احکام القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ص ۷
۲۱۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ چلپی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۱۹۲/۵۔
۲۲۔مقدمہ احکام القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ص ۷۔
۲۳۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ چلپی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۸۱/۱۔
۲۴۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۷۸ء، ۵۹۸/۱/۱۶۔
۲۵۔تاریخ تفسیر و مفسرین ص ۵۹۸، ۵۹۹، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۵۷/۵۔
۲۶۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ چلپی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۶۱/۵۔
۲۷۔مقدمہ احکام القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ص ۷۔
۲۸۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ چلپی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۸۱/۱۔

۲۹۔تاریخ تفسیر ومفسرین ،ص ۶۰۵ ،مقدمہ احکام القرآن از مفتی محمد تقی عثمانی ص ۷۔
۳۰۔احکام القرآن لابن العربی ،ابوبکر محمد بن عبداللہ ،دارالمعرفہ بیروت،۱۳۹۲ھ،۱/۷۔
۳۱۔تاریخ تفسیر ومفسرین ص ۶۰۹ ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۱/۸۱۔
۳۲۔ایضاً ص ۵۹۵۔
۳۳۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ،حاجی خلیفہ مصطفےٰ بن عبداللہ چلپی ، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ،۱/۸۱۔
۳۴۔مقدمہ الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ،ابوعبداللہ محمد بن عمر ،دارالکتاب العربی مصر طبع سوم ۱۳۸۷ھ،۱/و،ز۔
۳۵۔تاریخ تفسیر ومفسرین ، پروفیسر غلام احمد حریری ، ملک سنز پبلشرز فیصل آباد،۱۹۸۶ء،ص ۶۱۵۔
۳۶۔ایضاً
۳۷۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ،حاجی خلیفہ مصطفےٰ بن عبداللہ چلپی ، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ،۶/۳۱۸۔
۳۸۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور طبع اول ۱۹۷۸ء، ۱۶/۱/۵۹۸۔
۳۹۔تاریخ تفسیر ومفسرین ، پروفیسر غلام احمد حریری ، ملک سنز پبلشرز فیصل آباد،۱۹۸۶ء،ص ۵۹۵،۵۹۶۔
۴۰۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ،حاجی خلیفہ مصطفےٰ بن عبداللہ چلپی ، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ،۳/۲۱۵۔
۴۱۔تاریخ تفسیر ومفسرین ، پروفیسر غلام احمد حریری ، ملک سنز پبلشرز فیصل آباد،۱۹۸۶ء،ص ۶۲۲،۶۲۳۔
۴۲۔کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ،حاجی خلیفہ مصطفےٰ بن عبداللہ چلپی ، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ،۱/۱۶۷۔
۴۳۔تاریخ تفسیر ومفسرین ص ۶۱۹ ،کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۴/۲۵۷،۳/۱۴۷۔
۴۴۔ایضاً
۴۵۔عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ ص ۴۸ ، الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام ۶/۲۴۔
۴۶۔الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام (نزھۃ الخواطر)،عبدالحیٔ بن فخر الدین الحسنی ،طیب اکادمی ملتان، ۶/۳۶۸۔
۴۷۔ایضاً
۴۸۔الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند،عبدالحیٔ بن فخر الدین الحسنی ، دمشق ،۱۴۰۳ھ ،ص ۱۷۱۔
۴۹۔الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام (نزھۃ الخواطر)،عبدالحیٔ بن فخر الدین الحسنی ،طیب اکادمی ملتان، ۷/ ۵۰۳۔
۵۰۔ایضاً
۵۱۔نیل المرام فی تفسیر آیات الاحکام ،صدیق حسن بن اولاد القنوجی ، مکتبہ تجاریۃ الکبریٰ مصر طبع دوم ۱۳۸۳ھ،۱/۲، الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام ۸/۲۰۶۔
۵۲۔الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند،عبدالحیٔ بن فخر الدین الحسنی ، دمشق ،۱۴۰۳ھ ،ص ۱۷۱۔
۵۳۔ایضاً

۵۴۔تذکرۃ الظفر، مفتی عبدالشکور ترمذی، مکتبہ مطبوعات کمالیہ، ۱۹۷۷ء، ص ۵۲۷۔
۵۵۔مقدمہ احکام القرآن، محمد غزالی، ادارہ اشرف التحقیق والبحوث الاسلامیہ لاہور، ص ۲۷۔
۵۶۔تذکرۂ اولیاء دیوبند، حافظ اکبر شاہ بخاری، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔
۵۷۔مشاہیر علماء دیوبند، قاری فیوض الرحمٰن، مکتبہ العزیزیہ لاہور، طبع سوم ۱۳۸۷ھ۔
۵۸۔حیات ترمذی، مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، ص ۹۲۰۔
۵۹۔روائع البیان فی تفسیر آیات الاحکام من القرآن، شیخ محمد علی صابونی، مکتبہ الغزالی دمشق، ۱۴۰۰ھ، ۲/ ۳۱۔
۶۰۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۷۸ء، ۱۶/۱/ ۵۹۸۔
۶۱۔مقدمہ تفسیرات احمدیہ ملا جیون (مترجم) محمد عادل، مکتبہ رحمانیہ وہاڑی، ص ۱۱۔

مصادر ومراجع بابت احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا تعارف ومنہج

۱۔تالیف احکام القرآن عربی، الصیانہ (ماہنامہ) فروری ۱۹۹۳ء۔
۲۔انوار النظر، مولانا ظفر احمد عثمانی مجلس صیانۃ المسلمین لاہور، ۱۳۸۸ء، حصہ دوم/ ۱۳۹۔
۳۔تالیف احکام القرآن عربی، الصیانہ (ماہنامہ) مارچ ۱۹۹۳ء۔
۴۔ایضاً
۵۔اشرف السوانح، خواجہ عزیز الحسن مجذوب، انشاء پریس لاہور، طبع سوم ۱۹۷۸ء، ۳/ ۹۵۔
۶۔خاتمۃ السوانح، خواجہ عزیز الحسن مجذوب، انشاء پریس لاہور، طبع سوم ۱۹۷۸ء، ص ۲۱۵۔
۷۔ایضاً
۸۔تذکرۃ الظفر، مفتی عبدالشکور ترمذی، مطبوعات علمی کمالیہ، ۱۹۷۷ء، ص ۱۶۴۔
۹۔احکام القرآن للعثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱۴۰۷ھ، ج ۱، ۲۔
۱۰۔ایضاً،
۱۱۔ایضاً، ص ۳۸۴۔
۱۲۔مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی تفسیری خدمات، ڈاکٹر محمد سعد صدیقی، ۱۹۹۴ء، ص ۳۸۴۔
۱۳۔احکام القرآن مفتی محمد شفیع دیوبندی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱۴۰۷ھ، ج ۱، ۲۔
۱۴۔احکام القرآن للکاندھلوی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱۴۰۷ھ، ۵/ ۱۲۱۔ العنکبوت ۲۹: ۶۹۔
۱۵۔ملفوظ مولانا اشرف علی تھانوی۔
۱۶۔ملفوظ مفتی عبدالقدوس ترمذی۔
۱۷۔ملفوظ مفتی محمد تقی عثمانی حیات ترمذی۔
۱۸۔تعارف احکام القرآن للترمذی، ڈاکٹر خلیل احمد، ادارہ اشرف التحقیق لاہور، مسودہ احکام القرآن للترمذی سورۂ ق

تاوالناس ۱/۴۳۱۔

۱۹۔ملفوظ مفتی سید عبدالقدوس ترمذی۔

۲۰۔مخطوطہ مقدمہ احکام القرآن للترمذی عربی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا۔

۲۱۔احکام القرآن للترمذی، ادارہ اشرف التحقیق والبحوث الاسلامیہ لاہور، ۲/۴۴۴۔

۲۲۔ایضاً

۲۳۔ایضاً

۲۴۔ایضاً

۲۵۔ایضاً

۲۶۔تعارف احکام القرآن، ڈاکٹر خلیل احمد، ادارہ اشرف التحقیق والبحوث الاسلامیہ لاہور۔

۲۷۔مخطوطہ احکام القرآن للترمذی سورۃ انفال ص۸۸۱،۲،۹۷۲، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا۔

۲۸۔ایضاً

۲۹۔ایضاً، جامعہ حقانیہ، ساہیوال، سرگودھا۔

۳۰۔تعارف احکام القرآن، ڈاکٹر خلیل احمد، ادارہ اشرف التحقیق والبحوث الاسلامیہ لاہور، ص ۵

۳۱۔تالیف احکام القرآن عربی، الصیانہ (ماہنامہ) مارچ ۱۹۹۳ء۔

۳۲۔اصول الفقہ الاسلامی، ڈاکٹر وھبہ زحیلی، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، ۱/۴۴۷۔

۳۳۔احکام القرآن للترمذی، ادارہ اشرف التحقیق والبحوث الاسلامیہ لاہور، ۳/۱۴۰، ۱۴۳۔

۳۴۔تالیف احکام القرآن عربی، الصیانہ (ماہنامہ) مارچ ۱۹۹۳ء۔

۳۵۔المائدہ ۵: ۱۱۴۔

۳۶۔عمدۃ القاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، حافظ ابن حجر عسقلانی، بیروت، ۷/۳۶۵۔

۳۷۔المہند علی المفند، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، ادارہ اسلامیات لاہور، ص۳۴۔

۳۸۔احکام القرآن للترمذی، ادارہ اشرف التحقیق والبحوث الاسلامیہ لاہور، ۲/ ۳۹۳ تا ۳۹۵۔

۳۹۔زبدۃ المناسک، مولانا رشید احمد گنگوہی

۴۰۔احسن المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال، مفتی صدرالدین دہلوی

۴۱۔احکام القرآن للترمذی، ادارہ اشرف التحقیق والبحوث الاسلامیہ لاہور ۲/ ۳۹۳ تا ۳۹۵۔

۴۲۔المائدہ ۵: ۳۱۔

۴۳۔الانعام ۶: ۱۴۵۔